هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

فاروق قادیان

ایڈیٹر سید قاسم علی مہدی

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۸ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۷ ستمبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۲۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے ہفتہ زیر اشاعت میں قابل حمد ہے۔ الحمد للہ (۲) محترمہ امتہ القیوم صاحبہ بنت حضرت امیر المومنین کا بھی بفضلہ تعالیٰ بخار ٹوٹ گیا کمزوری ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد صحت کامل عطا فرمائے آمین (۳) سید منظور علی شاہ صاحب ابن سید محمد علیشاہ صاحب مرحوم کی والدہ ماجدہ پر فالج کا حملہ ہوا جس سے ان کو سخت تکلیف ہے گو نسبتاً پہلے سے آرام ہے لیکن تا حال صحت کامل نہیں ہوئی۔ احباب ان کی صحت کامل اور درازی عمر کے واسطے دعا فرمائیں۔

(۴) خاص دعا کی درخواست۔ جملہ ناظرین فاروق کی خدمت میں خاکسار ایڈیٹر فاروق کی درخواست ہے کہ وہ براہ ہمدردی ایک ہفتہ التزام کیساتھ دعا فرمائیں کہ خدا اپنے فضل سے احمدی احباب کو فاروق کی خریداری کیلئے آسمان سے تحریک کرے کہ وہ سلسلہ کے اس دیرینہ خادم کی طرف توجہ فرما کر اسکی اشاعت کو بڑھانے میں دلی کوشش کریں۔ اور بقایا داروں کو ادائگی بقایا کی توفیق

کتاب فلسفۂ فلاسفر کے متعلق ضروری اعلان

نظارت تالیف و تصنیف قادیان کے نوٹس میں یہ بات آئی ہے کہ کتاب فلسفۂ فلاسفر جو میاں اللہ دین صاحب احمدی المعروف فلاسفر نے کچھ عرصہ ہوا۔ لطائف کی صورت میں لکھی تھی اور پروپرائیٹر صاحب کتاب مگھر قادیان نے اسے شائع کیا تھا۔ اسمیں بعض باتیں خلاف اخلاق اور خلاف تعلیم احمدیت اور دل آزار پائی جاتی ہیں۔ اس پر نظارت تالیف و تصنیف نے اسبارے میں تحقیق کر کے اس کے متعلق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور رپورٹ پیش کی۔ جس پر حضور نے مندرجہ ذیل ارشاد صادر فرمایا ہے۔ جو بغرض اطلاع عام شائع کیا جاتا ہے۔

"میں نے رسالہ فلسفۂ فلاسفر دیکھا۔ اس میں بعض لطائف ایسے ہیں۔ جو مسلمانوں۔ مسیحیوں سکھوں۔ اور ہندوؤں کی دل آزاری کا موجب ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں۔ جو عام اخلاق کے معیار سے بھی گرے ہوئے ہیں۔ اور یقیناً اس کتاب کا احمدی جماعت کی طرف منسوب ہونا اس کے لئے سامانِ ندامت پیدا کرنے کا موجب ہے اس لئے میں ہدایت کرتا ہوں۔ کہ کتاب چھپوانے والے احمدی کتب فروش کو سمجھا کر ان سے اس کتاب کے سب نسخے لے کر جلوا دیئے جائیں۔ اور اخبارات سلسلہ میں اعلان کیا جائے۔ کہ اس کتاب کو ہم نہایت ناپسندیدگی سے دیکھتے ہیں۔ اور احمدی اخلاق کو مدنظر رکھتے ہوئے امید کرتے ہیں۔ کہ جماعت کا کوئی فرد اس کتاب کو نہ خریدے گا۔ اور نہ گھر میں رکھے گا۔ اور نہ فروخت کرے گا۔ جس جس کے پاس یہ کتاب ہو وہ اسے تلف کر دے۔"

(دستخط حضرت امیر المؤمنین)

المعلن

ناظر تالیف و تصنیف قادیان دارالامان

(فاروق) تمام کتابیں تلف کر دی گئی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

جلد ۲۰ ؛ قادیان دارالامان مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۳۵ء ؛ نمبر ۲۱

مباہلہ کا چیلنج!

۳۰ اگست کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے احرار کے اُن بہتانات اور جھوٹے الزامات پر جو وہ آئے دن سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی اور اس کے مصدقین کے خلاف دروغ بیانی اور افترا پردازی سے لگاتے رہتے ہیں۔ اور باوجود بار بار سمجھانے اور ہمارے جوابات سُننے اور تحریروں کو پڑھنے اور عملی حالت کو دیکھنے کے پھر بھی ایسے غلط اور بے بنیاد الزام اختراع کرنے سے باز نہیں آتے۔ جملہ لیڈران و نمائندگان احرار کو آسمانی فیصلہ کے لئے للکارا ہے۔ اور صاف کھلے الفاظ میں مباہلہ کی دعوت دی ہے۔ جس کے جواب کی احرار کے لئے صرف دو صورتیں ہیں۔ یا تو قبول کر کے خدائی فیصلہ پر آمادہ ہو جائیں یا حیلہ و بہانہ سے انکار کر کے یہ سُرخ موت کا پیالہ ٹالنے کی کوشش کریں۔ ہر دو صورت میں احمدی جماعت کی خدا کے فضل سے فتح نمایاں اور احرار کی شرمناک شکست و ہزیمت ظاہر ہوگی۔ اب میں حضور ایدہ اللہ کے خطبہ میں سے وہ حصے جو خاص مباہلہ کے متعلق ہیں۔ مندرجہ ذیل اشعار کے بعد بلفظ نقل کرتا ہوں:۔ (ایدہ اللہ)

اب خلیفہ نے دیا ہے اشتہار
فرقۂ احرار ہو جا ہوشیار

مولوی لدھیانوی[1] اور چودھری[2]
اور بخاری غزنوی مظہر علی[3]

ساتھ لائیں اپنے وہ احرار کل
جو مچاتے پھرتے ہیں مدت سے غل

جمع ہو کر آئیں سب میدان میں
تاکہ حق ظاہر ہو ہندوستان میں

وہ خدا جو واقفِ اسرار ہے
جو کہ ذرّہ ذرّہ کا مختار ہے

سامنے اس کے کھڑے ہو جائینگے
کاذبوں پر لعنتیں برسائینگے

فیصلہ ایسا وہ کر دکھلائے گا
جس سے دنیا کو پتہ لگ جائیگا

دیکھ لیگا پھر زمانہ آپ ہی
کس پہ ہے لعنت خدا کی پڑ رہی

کون ہے سچا مطیعِ مصطفےٰ
کون لوگوں کو ہے دھوکہ دے رہا

ساتھ ہیں کن کے خدا کی نصرتیں
کن پہ پڑتی ہیں سماوی لعنتیں

[1] مولوی حبیب الرحمن صدر احرار [2] چوہدری افضل حق [3] عطاء اللہ شاہ بخاری یا محمد داؤد غزنوی یا مظہر علی اظہر۔

فیصلہ کی راہ یہ آسان ہے ؛ اور خدائے پاک کا فرمان ہے
(ایڈیٹر)

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت اور خانۂ کعبہ کی عظمت کے خاطر احرار کو مباہلہ کا چیلنج

از حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳۰ اگست ۱۹۳۵ء

جھوٹ بولنے والا۔ ظلم کرنے والا۔ اتہام لگانے اور بددیانتی کرنے والا اپنے اندر ایک ایسا تغیر پاتا ہے۔ جو اس کی مفید طاقتوں کو توڑ دیتا ہے۔ دوسروں پر ظلم کرنے اور جھوٹ بولنے والے کے متعلق خدا تعالیٰ یہ انتظار نہیں کرتا۔ کہ اسے اس جہان میں مہلت دی جائے اور اگلے جہان میں سزا دی جائے۔ بلکہ وہ اسی جہان میں اسے پکڑتا۔ اور دنیا میں ذلیل اور رسوا کر دیتا ہے۔ کیونکہ یہ اخلاق کی بنیادیں ہیں۔ اور ایسے امور میں بے احتیاطی کا ارتکاب کوئی معمولی بات نہیں۔ پھر کس قدر افسوس کی بات ہے۔ اس قوم پر جو

اپنی زندگی کا مدار

ہی ان باتوں پر رکھتی ہے۔ جو سچائی کا ہتھیار اختیار کرنے کی بجائے جھوٹ اور افترا سے کام لینے کی عادی ہے۔ وہ جب جھوٹ بولتی ہے تو جھوٹ کے ذریعہ خود اس بات کا اقرار کرتی ہے۔ کہ میں مر چکی ہوں۔ اور اپنے عمل سے اس بات کا اظہار کرتی ہے۔ کہ سچائی اس کے پاس نہیں۔ ایک شخص کسی پر جھوٹا مقدمہ دائر کر دیتا ہے اور کہتا ہے اس نے مجھے مارا۔ حالانکہ اس نے مارا نہیں ہوتا۔ یہ اس کی

روحانی موت کا ثبوت

ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر واقعی اس نے اسے ستایا ہوتا یا کوئی تکلیف دی ہوتی۔ تو اسے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ وہی بات پیش کرتا جو وقوع میں آئی تھی۔ کذب بیانی سے کام نہ لیتا۔ مگر اس کا جھوٹ بولنا بتاتا ہے کہ اصل واقعہ کوئی نہ تھا۔

انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں

اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کہ ان کے دشمن ہمیشہ جھوٹ بولنے اور افترا سے کام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لے کر وہ کچھ کہتے ہیں۔ جو انبیاء نے نہیں کہا ہوتا اور اس طرح لوگوں کو اشتعال دلاتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اسی قسم کی باتیں کفار کی طرف سے کہی جاتی تھیں۔ کہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ افترا کیا جاتا۔ کہ آپ انبیاء کے منکر ہیں کہیں یہ کہکر لوگوں کو

متنفر کرنے کی کوشش

کی جاتی۔ کہ آپ پہلے بزرگوں کی ہتک کرتے ہیں۔ عیسائیوں نے سینکڑوں سال تک ایک دنیا کو یہ کہکر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بدظن کئے رکھا کہ آپؐ عورتوں کے اندر روح تسلیم نہیں کرتے۔ یا یہ کہا جاتا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم درحقیقت حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے منکر تھے۔ اور آپ ان کی ہتک کرتے تھے اسی بناء پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انہوں نے ایک ایسا نام رکھا ہوا تھا۔ جس کا لینا بھی ہماری حد برداشت سے باہر ہے اور جس کے لفظی معنی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے مخالف کے ہیں۔ حالانکہ یہ ساری باتیں بالکل جھوٹ ہیں۔ جن لوگوں نے اسلامی تاریخ کو پڑھا ہے وہ جانتے ہیں۔ کہ جس وقت صحابہ کفار کے مظالم سے تنگ آکر

حبشہ کی طرف ہجرت

کر کے چلے گئے۔ اور انہوں نے نجاشی شاہ حبش کی پناہ لی۔ تو اس وقت مکہ کے لوگوں نے عمرو بن العاص اور ابن ربیعہ پر مشتمل ایک وفد حبشہ کو بھیجا۔ اور نجاشی کو اس کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ ہمارے آدمیوں کو واپس کر دیا جائے۔ کیونکہ اس طرح ہماری ہتک ہوتی ہے۔ جب یہ لوگ وہاں گئے۔ اور نجاشی کے سامنے معاملہ پیش ہوا۔ تو اس نے کہا۔ جب تک ان لوگوں کا کوئی جرم ثابت نہیں ہوگا۔ میں انہیں واپس کرنے کے لئے تیار نہیں میرا ملک آزاد ہے جو چاہے اس میں رہے ہاں اگر ان کا مجرم ہونا ثابت کر دو۔ تو انہیں تمہارے ساتھ بھیجا جا سکتا ہے۔ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

صحابہ کا جرم

یہی بیان کیا۔ کہ یہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ہتک کرتے ہیں۔ ان کا یہ کہنا ہی بتا رہا تھا کہ صحابہؓ نے ان کا کوئی جرم نہیں کیا تھا۔ کیونکہ اگر واقعہ میں انہوں نے کوئی جرم کیا ہوتا۔ تو وہ اسے کیوں پیش نہ کرتے۔ ان کا یہ قول کہ یہ

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ہتک

کرتے ہیں بتاتا ہے۔ کہ وہ صحابہ کا کوئی حقیقی جرم پکڑ نہیں سکتے۔ نجاشی نے یہ سنکر صحابہ کو بلوایا اور پوچھا کہ آپ لوگ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے قرآن کریم کی بعض آیات پڑھ کر سنائیں جن میں ذکر آتا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے برگزیدہ رسول تھے۔ انہیں خدا تعالےٰ کی طرف سے روح ملی تھی۔ اور ان کے ہاتھ پر معجزات ظاہر ہوتے تھے۔ جب وہ آیتیں نجاشی کے سامنے پڑھی گئیں تو اس کی

آنکھوں میں آنسو

آ گئے۔ اور وہ کہنے لگا۔ اب میں سمجھ گیا۔ کہ تم پر ظلم کیا جاتا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ میں اس

خدا کی قسم

کھا کر کہتا ہوں۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا جو درجہ تم نے بیان کیا ہے وہی میں سمجھتا ہوں۔ اس سے

ایک تنکے کے برابر

بھی زیادہ نہیں سمجھتا۔ میں تمہیں قریش مکہ کے حوالے نہیں کر سکتا۔ تم آزادی سے میرے ملک میں رہو۔ کوئی شخص تم پر ظلم نہیں کر سکتا۔ بہرحال مکہ والوں نے یہی طریق اختیار کیا تھا۔ کہ کہا۔ صحابہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ہتک کرتے ہیں

آج ہمارے مخالف بھی ہمارے متعلق اسی قسم کی

کذب بیانیوں سے کام

لیتے ہیں۔ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ اور صریح غلط بیانی کرتے ہوئے ہمارے متعلق وہ کچھ کہتے ہیں جو

ہرگز ہمارا عقیدہ نہیں

مثلاً ہمارے متعلق کہتے ہیں۔ کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرنے والے ہیں۔ یا کہتے ہیں کہ ہم حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی توہین کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ اگر کسی کے اندر ایک

ذرہ بھر تخم دیانت

ہو تو وہ ہمارے لٹریچر کو پڑھ کر یہ خیال بھی نہیں کر سکتا۔ کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ہتک کرنے والے ہیں

ہمارے عقائد

بالکل واضح ہیں۔ اور ہماری کتابیں بھی چھپی ہوئی موجود ہیں۔ ان کو پڑھ کر کون ہے جو یہ کہہ سکے۔ کہ ہم نعوذ باللہ من ذالک رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ ہاں

دشمن یہ کہہ سکتا ہے

کہ گو الفاظ میں یہ لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کرتے ہیں۔ مگر ان کے دلوں میں آپ کا ادب نہیں۔ مگر اس صورت میں ہمارا یہ پوچھنے کا حق ہوگا۔ کہ وہ کونسے ذرائع ہیں۔ جن سے کام لے کر انہوں نے

ہمارے دلوں کو پھاڑ کر

دیکھ لیا اور معلوم کر لیا۔ کہ ان میں حقیقتاً رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ہتک کے جذبات ہیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب اور احترام جو ہمارے دلوں میں ہے۔ میں سمجھتا ہوں مخالفوں کے لئے اس کے

پہچاننے کے دو طریق

ہو سکتے ہیں۔ ان دو طریق میں سے کسی ایک کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دشمن اختیار کر کے دیکھ لے اسے معلوم ہو جائیگا کہ ہمارے دلوں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے یا نہیں۔ مثلاً ایک تو یہ ہے کہ ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں میں سے ایسے لوگ جو ہمارے ساتھ ملنے جلنے والے ہوں سو دو سو چار سو پانچ سو یا ہزار تلاش کر لئے جائیں اور ان ہزار سے کہا جائے کہ وہ اپنے اپنے مذہب کی

مقدس مذہبی کتاب ہاتھ میں لیکر

اس خدا کی جس کے ہاتھ میں ان کی جان ہے قسم کھائیں۔ اور یہ قسم کھا کر کہ اگر وہ جھوٹ بولیں۔ تو ان پر اور ان کے بیوی بچوں پر خدا تعالےٰ کا عذاب نازل ہو بتائیں کہ جب کبھی احمدیوں سے انہیں

بات چیت کرنے کا موقع

ملا ہے۔ انہوں نے احمدیوں کے دلوں کو کیا پایا ہے۔ کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عشق اور آپؐ کی محبت انہوں نے محسوس کی یا

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک

کا انہیں شبہ ہوا۔ اگر احمدی بالفرض عام مسلمانوں کے سامنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرنے سے اس خیال سے بچتے ہیں۔ کہ اس طرح مسلمان ناراض ہو جائیں گے۔ تو ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں کے سامنے تو وہ نڈر ہو کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعوذ باللہ ہتک کرتے ہوں گے۔ پس غیر احمدیوں کے متعلق تو کہا جا سکتا ہے کہ احمدی منافقت سے کام لے کر انہیں خوش کرنے کے لئے ان کے سامنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کر دیتے ہیں۔ مگر ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں کے متعلق یہ بات نہیں کہی جا سکتی۔ پس میں کہتا ہوں۔

تصفیہ کا آسان طریق

یہ ہے۔ کہ ہندوؤں۔ سکھوں اور عیسائیوں میں سے ایک ہزار آدمی چنا جائے۔ اور وہ مؤکد بعذاب حلف اٹھا کر بتائیں۔ کہ احمدی عام مسلمانوں سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و عظمت کے متعلق زیادہ جوش رکھتے ہیں یا کم۔ اگر ایک ہزار سارے کا سارا یا اس کا بیشتر حصہ کیونکہ ایک دو جھوٹ بھی بول سکتے ہیں۔ یہ گواہی دے کہ اس نے احمدیوں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کرنے والا اور آپ کے نام کو دنیا میں بلند کرنے والا پایا۔ تو اس قسم کا اعتراض کرنے والوں کو اپنے فعل پر شرمانا چاہیئے میں سمجھتا ہوں۔ وہ لوگ جو ہمارے متعلق یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ وہ بار بار ہمارے متعلق اس اتہام کو دہرا کر خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ کیونکہ کسی کو

گالی دینے کا ایک طریق

یہ بھی ہوا کرتا ہے کہ دوسرے کی طرف گالی منسوب کر کے اس کا ذکر کیا جائے۔ جیسے کوئی شخص کسی کو اپنے منہ سے تو حرامزادہ نہ کہے۔ مگر یہ کہدے کہ فلاں شخص آپ کو حرامزادہ کہتا تھا۔ یہ بھی گالی ہو گی۔ جو اس نے دوسرے کو دی۔ گو دوسرے کی زبان سے دلائی۔ پس اگر یہ تصفیہ کا طریق جو میں نے بیان کیا ہے اس پر مخالف عمل نہ کریں۔ تو میں کہوں گا۔ ایسے اعتراض کرنے والے درحقیقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خود ہتک کرتے ہیں گو اپنے منہ سے نہیں بلکہ ہماری طرف ایک غلط بات منسوب کر کے

دوسرا طریق

یہ ہے۔ کہ ان مخالفین میں سے وہ علماء جنہوں نے سلسلہ احمدیہ کی کتب کا مطالعہ کیا ہوا ہو پانچ سو یا ہزار میدان میں نکلیں۔ ہم میں سے بھی پانچسو یا ہزار میدان میں نکل آئیں گے۔ دونوں مباہلہ کریں۔ اور دعا کریں۔ کہ وہ فریق جو حق پر نہیں خدا اسے اپنے عذاب سے ہلاک کرے۔ ہم دعا کریں گے۔ کہ اے خدا تو جو ہمارے

سینوں کے رازوں سے واقف

ہے۔ اگر تو جانتا ہے۔ کہ ہمارے دلوں میں واقعی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و محبت نہیں۔ اور ہم آپ کو سارے انبیاء سے افضل و برتر یقین نہیں کرتے۔ اور نہ آپ کی غلامی میں نجات سمجھتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کا ایک خادم اور غلام نہیں جانتے۔ بلکہ درجہ میں آپ کو رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بلند سمجھتے ہیں۔ تو اے خدا ہمیں اور ہمارے بیوی بچوں کو اس جہان میں ذلیل و رسوا کر اور ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک کر

اس کے مقابلہ میں وہ دعا کریں۔ کہ اے خدا ہم کامل یقین رکھتے ہیں۔ کہ احمدی رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرتے۔ آپ کی

تحقیر و تذلیل پر خوش

ہوتے۔ اور آپ کے درجہ کو گرانے اور کم کرنے کی ہر وقت کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اے خدا اگر ہمارا یہ یقین غلط ہے تو تُو اس دنیا میں ہمیں اور ہمارے بیوی بچوں کو ذلیل و رسوا کر۔ اور اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک کر۔

یہ مباہلہ ہے

جو وہ ہمارے ساتھ کر لیں۔ اور خدا پر معاملہ چھوڑ دیں۔ پانچ سو یا ہزار کی تعداد میں ایسے علماء کا اکٹھا کرنا جو ہمارے سلسلہ کی کتب سے واقفیت رکھتے ہوں۔

آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کے نمائندہ

کہلانے والوں کے لئے کوئی مشکل نہیں بلکہ معمولی بات ہے۔ اور ہم تو ان سے بہت تھوڑے ہیں۔ مگر پھر بھی ہم تیار ہیں۔ کہ پانچ سو یا ہزار کی تعداد میں اپنے آدمی پیش کریں۔ شرط صرف یہ ہے۔ کہ جن لوگوں کو وہ اپنی طرف سے پیش کریں۔ وہ ایسے ہوں۔ جو حقیقت میں ان کے نمائندہ ہوں۔ اگر وہ جاہل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور بے ہودہ اخلاق والوں کو اپنی طرف سے پیش کریں۔ تو ہمیں اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ بشرطیکہ وہ یہ تسلیم کر لیں۔ کہ وہ ان کی طرف سے تماشندہ ہیں۔ ہاں

احرار کے سرداروں کے لئے

ضروری ہوگا کہ وہ اس میں شامل ہوں۔ مثلاً مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب شامل ہوں۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب شامل ہوں۔ مسٹر مظہر علی صاحب اظہر شامل ہوں۔ چوہدری افضل حق صاحب شامل ہوں۔ مولوی داؤد غزنوی صاحب شامل ہوں۔ اور ان کے علاوہ اور لوگ جن کو وہ منتخب کریں۔ شامل ہوں پھر کسی ایسے شہر میں جس پر فریقین کا اتفاق ہو یہ مباہلہ ہو جائے۔ مثلاً

گورداسپور میں

ہی یہ مباہلہ ہو سکتا ہے۔ جس مقام پر انہیں خاص طور پر ناز ہے۔ یا لاہور میں اس قسم کا اجتماع ہو سکتا ہے۔ ہم قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم پر اور ہماری بیوی بچوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو۔ اگر ہم رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر کامل یقین نہ رکھتے ہوں۔ آپ کو خاتم النبیین نہ سمجھتے ہوں۔ آپ کو افضل الرسل یقین نہ کرتے ہوں اور قرآن کریم کو تمام دنیا کی ہدایت و راہنمائی کے لئے آخری شریعت نہ سمجھتے ہوں۔ اس کے مقابلہ میں وہ قسم کھا کر کہیں کہ ہم یقین اور وثوق سے کہتے ہیں۔ کہ احمدی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے نہ آپ کو دل سے خاتم النبیین سمجھتے ہیں۔ اور آپ کی فضیلت اور بزرگی کے قائل نہیں بلکہ آپ کی توہین کرنیوالے ہیں۔ اے خدا اگر ہمارا یہ یقین غلط ہے تو ہم پر اور ہماری بیوی بچوں پر عذاب نازل کر۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے خود بخود فیصلہ ہو جائیگا۔ کہ کونسا فریق اپنے دعوے میں سچا ہے۔ کون رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی عشق رکھتا ہے اور کون دوسرے پر جھوٹا الزام لگاتا ہے۔ مگر یہ شرط ہو گی کہ

عذاب انسانی ہاتھوں سے نہ ہو

بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ اور ایسے سامانوں سے ہو جو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کئے جا سکیں۔

دوسرا اتہام جو میں نے چند دن ہوئے سنا ہے یہ ہے کہ

منصوری میں احراریوں کا ایک جلسہ

مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مسٹر حسام الدین صاحب ایک احراری نے جماعت احمدیہ کے خلاف لوگوں کو اشتعال دلاتے ہوئے کہا۔ اگر خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بھی بجا دی جائے۔ تو مرزائی لوگ اس کی کوئی پروا نہ کرینگے۔ بلکہ خوش ہونگے۔ اس کے جواب میں بھی میں کہتا ہوں

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجانا تو الگ رہی ہم تو یہ بھی پسند نہیں کر سکتے کہ خانہ کعبہ کی کسی اینٹ کو کوئی شخص بد نیتی سے اپنی انگل بھی لگائے۔ اور ہمارے مکانات کھڑے رہیں۔ جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک صحابی کو جب کفار مکہ قتل کرنے لگے۔ تو انہوں نے اس صحابی سے پوچھا۔ کہ کیا تمہارا دل نہیں چاہتا کہ تم اس وقت مدینہ میں آرام سے بیٹھے ہوتے اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو تمہاری جگہ سزا دی جاتی۔ اس صحابی نے جواب دیا۔ کہ تم تو یہ کہتے ہو۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہاں میری جگہ ہوں۔ اور میں مدینہ میں آرام سے بیٹھا ہوں۔ میں تو یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ میں اپنے گھر میں آرام سے بیٹھا ہوں اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو

مدینہ کی گلیوں میں چلتے ہوئے

کوئی کانٹا چبھ جائے۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ ہمیں تو یہ بھی پسند نہیں کہ خانہ کعبہ کی طرف کوئی بد نیتی سے انگلی بھی اٹھائے۔ اور ہمارے مکانات کھڑے رہیں۔ کجا یہ کہ ہم خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجتی دیکھیں۔ اور خوش ہوں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم

قادیان کا احترام

کرتے ہیں۔ مگر کیا ایک چیز کے احترام کرنے کے یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ ہم دوسری چیز کا احترام نہیں کرتے۔ کیا وہ شخص جو اپنے ماں باپ کا احترام کرتا ہے۔ اس کے احترام کے یہ معنی ہونگے کہ وہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا احترام نہیں کرتا۔ یا جو شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا احترام کرتا ہو۔ اس کے احترام کے یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کا احترام نہیں کرتا۔

ہزارہا چیزیں

دنیا میں ایسی ہیں جن کا ہم احترام کرتے ہیں ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا احترام کرتے ہیں۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کا احترام کرتے ہیں۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا احترام کرتے ہیں۔ حضرت صالح علیہ السلام کا احترام کرتے ہیں۔ حضرت ہود علیہ السلام کا احترام کرتے ہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام کا احترام کرتے ہیں۔ اور پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی احترام کرتے ہیں۔ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا احترام کرنے کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ ہم

دوسرے انبیاء کی ہتک

کرتے ہیں۔ یا حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ علیہما السلام کا احترام کرنے کے یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتے ہیں۔ فرض کرو۔ اگر کوئی شخص سوال کرے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تمہارے زمانہ میں ہوں۔ اور ان پر کوئی شخص حملہ کر دے۔ تو کیا تم اپنی جان اور مال ان پر قربان کرو گے یا نہیں۔ تو کیا غیر احمدی اس سوال کا یہ جواب دینگے کہ ہم تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنی جانیں قربان کرنے والے ہیں۔ کسی اور کے لئے اگر جان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قربان کر دیں گے۔ تو رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک ہو جائے گی۔ یا ہر مسلمان مجبور رہے یہ جواب دینے کے لئے۔ کہ اگر بالفرض حضرت ابراہیم علیہ السلام دنیا میں ظاہر ہوں۔ اور کوئی شخص ان پر حملہ کرے۔ تو وہ اپنی جان اور اپنا مال آپ پر قربان کر دے گا۔ مگر کیا اس کے یہ معنے ہونگے کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرتا ہے۔ کیا وہ جو کہا کرتے ہیں۔ کہ

حُبّ الوطن من الایمان

وطن کی محبت ایمان کا ایک جزو ہے۔ جو کہا کرتے ہیں کہ ہندوستان کی آزادی کے لئے ہمیں اپنا سب کچھ قربان کر دینا چاہیئے۔ اُن کے اس قول کے یہ معنے ہؤا کرتے ہیں۔ کہ مکہ مکرمہ پر اگر کوئی حملہ کرے تو وہ اس کے بچانے کے لئے کوئی حرکت نہیں کرینگے۔ پھر کیا یہی بات ان کے متعلق نہیں کہی جا سکتی اگر ہندوستان سے اتنی محبت کرنے کے باوجود کہ وہ لوگ کہا کرتے ہیں جب تک انگریزوں کو ہندوستان سے نکال نہ دیا جائے۔ تو ایمان قائم نہیں رہ سکتا ان کی

مکہ معظمہ سے محبت

رہ سکتی ہے۔ تو قادیان سے محبت کا یہ نتیجہ کیونکر نکالا جا سکتا ہے۔ کہ ہمیں مکہ معظمہ محبوب نہیں۔ بے شک ہمیں قادیان محبوب ہے اور بے شک ہم قادیان کی حفاظت کے لئے ہر ممکن قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر خدا شاہد ہے۔ خانۂ کعبہ ہمیں قادیان سے بدرجہا زیادہ محبوب ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی پناہ چاہتے ہیں۔ اور ہم سمجھتے ہیں۔ کہ خدا وہ دن نہیں لا سکتا۔ لیکن اگر خدانخواستہ کبھی وہ دن آئے۔ کہ خانۂ کعبہ بھی خطرہ میں ہو اور قادیان بھی خطرہ میں ہو۔ اور دونوں میں سے ایک کو بچایا جا سکتا ہو تو ہم ایک منٹ بھی اس مسئلہ پر غور نہیں کرینگے کہ کس کو بچایا جائے۔ بلکہ بغیر سوچے کہدیں گے کہ خانۂ کعبہ کو بچانا ہمارا اوّلین فرض ہے۔ پس قادیان کو ہمیں خدا تعالےٰ کے حوالے کر دینا چاہیئے ؛

خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانۂ کعبہ کے بعد مدینہ کے لئے دعا کی۔ اور کہا۔ اے میرے رب جیسے حضرت ابراہیم نے مکہ کے لئے برکت چاہی تھی۔ میں تجھ سے مدینہ کے ناپوں اور پیمانوں میں برکت چاہتا ہوں۔ اور جیسے وہاں ایک حصہ کو حرم قرار دیا گیا۔ اسی طرح میں بھی

مدینہ کے ایک حصہ کو حرم

بناتا ہوں۔ اور جس طرح وہاں شکار اور فساد اور قتل و خونریزی کی ممانعت ہے۔ اسی طرح میں بھی مدینہ کے ایک علاقہ میں شکار۔ فساد۔ اور قتل و خونریزی منع کرتا ہوں۔ مگر کیا کوئی نادان کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ دعا مانگ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ کی ہتک کرنا چاہتے تھے۔ مدینہ کو مکرم بنانے کے ہرگز یہ معنے نہیں کہ مکہ معظمہ کی عزت کم ہے۔ اسی طرح قادیان کو عزت دینے کے بھی ہرگز یہ معنے نہیں کہ ہمارے دلوں میں

خانۂ کعبہ یا مدینۂ منوّرہ کی عزت

نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ مکہ وہ مقدس مقام ہے۔ جس میں وہ گھر ہے جسے خدا نے اپنا گھر قرار دیا۔ اور مدینہ وہ بابرکت مقام ہے۔ جس میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری گھر بنا۔ جس کی گلیوں میں آپؐ چلے پھرے۔ اور جس کی مسجد میں اس مقدس نبیؐ نے جو سب نبیوں سے کامل نبی تھا۔ اور سب نبیوں سے زیادہ خدا کا محبوب تھا۔ نمازیں پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کیں۔ اور قادیان وہ مقدس مقام ہے جس میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفاتِ مقدسہ کا خدا تعالیٰ نے دوبارہ حضرت مرزا صاحب کی صورت میں نزول کیا۔ یہ مقدس ہے باقی سب دنیا سے مگر تابع ہے مکۂ معظمہ اور مدینۂ منوّرہ کے ؛

پس وہ شخص جو یہ کہتا ہے۔ کہ اگر خانۂ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے۔ تو احمدی خوش ہونگے۔ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ وہ افترا کرتا ہے اور وہ ظلم اور تعدی سے کام لے کر ہماری طرف وہ بات منسوب کرتا ہے۔ جو ہمارے عقائد میں داخل نہیں۔ اور ہم اس شخص سے کہتے ہیں۔ لعنۃ اللہ علے الکاذبین ؛

قادیان کو خدا تعالیٰ نے دنیا میں اس لئے قائم کیا ہے کہ تا

مکۂ معظمہ اور مدینۂ منوّرہ کی عظمت

کو اس کے ذریعہ دوبارہ قائم کیا جائے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالےٰ نے اس لئے بھیجا۔ کہ تا آپ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس عزت کو جو لوگوں کے قلوب سے محو ہو چکی تھی۔

دوبارہ قائم کریں

اور آپؐ کے نام کی بڑائی ظاہر کریں۔ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لا کر خدا تعالیٰ کے منکر نہیں ہو جاتے۔ اسی طرح ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لا کر رسول کریم صلی اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علیہ وآلہ وسلم کے باغی نہیں ہو جاتے۔

پھر صمم

مدینہ منوّرہ کی عزّت

کر کے خانہ کعبہ کی ہتک کرنے والے نہیں ہو جاتے۔ اسی طرح ہم قادیان کی عزت کر کے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کی توہین کرنے والے نہیں ہو سکتے۔

خدا تعالےٰ نے ان تینوں مقامات کو مقدس کیا۔ اور ان تینوں مقامات کو اپنی تجلیات کے اظہار کے لئے چُنا۔

بیت اللہ کو خدا تعالےٰ نے حج کیلئے چنا جس کے سوا اب دنیا میں قیامت تک اور کوئی حج کی جگہ نہیں۔ مدینہ منورہ کو خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی ذات کے لئے چنا۔ اور اب خدا تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے

روحانی ظہور

کے لئے اور اپنے مسیح و مہدی کے مقام نزول کے لئے قادیان کو چُنا۔ نہ حج کسی اور جگہ پر کیا جا سکتا ہے۔ نہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دوبارہ دنیا میں آسکتے اور کسی اور شہر کو آپ کی

جائے سکونت ہونے کا فخر

حاصل ہو سکتا ہے۔ اور نہ مسیح و مہدی اب دوبارہ آسکتے ہیں۔ پس ان دو بستیوں کو چھوڑ کر قادیان کے برابر دنیا کی اور کوئی بستی نہیں۔ لیکن مکہ و مدینہ قادیان سے بھی بلند شان رکھنے والے ہیں۔ جس خدا نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی غیرت دکھائی تھی۔ اسی خدا نے اپنی طاقتوں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دشمنوں کو نیچا دکھایا اور اسی خدا نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے مخالفین کو غرق کیا۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے کے ہرگز یہ معنے نہیں تھے کہ حضرت موسےٰ حضرت عیسےٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی خدا تعالےٰ نے مدد نہیں کی تھی۔ اسی طرح مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی حفاظت اور انہیں اپنے جلال کے اظہار کے لئے مخصوص کر لینے کے ہرگز یہ معنی نہیں ہو سکتے۔ کہ کوئی اور مقام خدا تعالےٰ کا فضل جذب نہیں کر سکتا۔ ہمارا خدا

وسیع طاقتوں اور قدرتوں والا خدا

ہے۔ اس کے خزانے کبھی خالی نہیں ہوتے۔ اور اس کی فوجیں انسانی شمار سے باہر ہیں۔ وہ جس طرح ایک مقام کی حفاظت کر سکتا ہے اسی طرح دوسرے مقام کی بھی

اپنی فوجوں سے محافظت

کر سکتا ہے۔ میں چھوٹا تھا۔ کہ میں نے رویا دیکھا۔ ایک مصلّیٰ ہے۔ جس پر میں نماز پڑھ کے بیٹھا ہوں۔ اور میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے۔ جس کے متعلق مجھے بتایا گیا۔ کہ وہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ہے اور اس کا نام

منہاج الطالبین

ہے۔ یعنے خدا تعالےٰ تک پہنچنے والوں کا رستہ میں نے اس کتاب کو پڑھ کر رکھ دیا۔ پھر یکدم خیال آیا۔ کہ یہ کتاب حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دینی ہے۔ اس لئے میں اسے ڈھونڈھنے لگا مگر وہ ملتی نہیں۔ ہاں اسے ڈھونڈھتے ڈھونڈتے ایک اور کتاب مل گئی۔ اس وقت میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے کہ

وما یعلم جنود ربک الا ھو

یعنے تیرے رب کے لشکروں کو سوائے اس کے اور کوئی نہیں جانتا۔ تو اللہ تعالیٰ کی فوجوں میں کوئی کمی نہیں۔ اگر کم فوجیں ہوتیں تب تو کہا جا سکتا تھا۔ کہ قادیان کو خدا تعالےٰ نے کیوں مکرم بنا دیا۔ اگر تینوں مقدس مقامات پر نعوذ باللہ بیک وقت حملہ ہو گیا۔ تو وہ فوجیں کہاں سے آئیں گی۔ جو ان سب کی حفاظت کریں گی۔ پس اگر خدا تعالےٰ کی فوجیں محدود ہوتیں تب تو

احرار کو فکر

ہو سکتا تھا۔ کہ اگر مدینہ پر حملہ ہو گیا۔ تو اس کی حفاظت کی کیا صورت ہو گی۔ مکہ معظمہ پر حملہ ہو گیا تو اس کی حفاظت کی کیا صورت ہو گی۔ اور قادیان پر حملہ ہو گیا۔ تو اس کی حفاظت کی کیا صورت ہو گی۔ لیکن جس کے ایک

کُن کہنے سے

زمین و آسمان بن جاتے اور ایک کُن کہنے سے بنے بنائے کام تباہ ہو جاتے ہیں۔ اس کو اس بخل اور کنجوسی کی کیا ضرورت ہے۔ خدا تعالےٰ تین کیا تین ہزار بلکہ

تین لاکھ شہر

بھی اگر مکرم بنا دے۔ تو ان کی حفاظت کے لئے کیا اس نے کسی سے کچھ مانگنے جانا ہے۔ کہ مخالفین کو اس کا فکر لگا ہوا ہے۔ اگر تو مکہ معظمہ اور مدینہ منوّرہ کی حفاظت خدا تعالےٰ نے اپنے ذمہ نہ لی ہوئی ہوتی۔ اور اس کی حفاظت مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب کے سپرد ہوتی۔ تب تو وہ کہہ سکتے تھے کہ ہم کہاں کہاں کی حفاظت کریں۔ لیکن جب کہ خدا تعالےٰ نے

مکہ مکرمہ کی حفاظت

ہمارے سپرد نہیں کی۔ بلکہ اپنے ذمہ لی ہے تو ان مولویوں کو اس قسم کے الفاظ اپنی زبان سے نکالنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ان مولویوں کا تو خدا پر اتنا بھی ایمان نہیں جتنا

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب

کا تھا۔ جو اسلام سے پہلے ہوئے ہیں۔ اگر حضرت عبدالمطلب جتنا ایمان بھی ان کے دلوں میں ہوتا تو یہ سمجھ لیتے کہ مکہ معظمہ کی حفاظت خدا تعالےٰ نے اپنے ذمہ لی ہوئی ہے۔ انسان کے سپرد نہیں کی۔ تاریخوں سے ثابت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے کچھ مدت پہلے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایبے سینیا کی حکومت کی طرف سے یمن کے علاقہ پر
ابرھہ نامی ایک گورنر
مقرر تھا۔ اس نے چاہا کہ عربوں کو عیسائیت
کی طرف کھینچنے کے لئے ان کی توجہ بیت اللہ کی
طرف سے ہٹا دی جائے۔ اس غرض کے لئے اس
نے اپنی طرف سے بعض کوششیں کیں۔ مگر جب
ناکام ہوا۔ تو اسے خیال پیدا ہوا۔ کہ اگر میں
کعبہ کو گرا دوں۔ تو شاید اس طرح لوگوں کی توجہ
اس سے پھر جائے۔ اس خیال کے آنے پر وہ
اپنی فوجیں لے کر بیت اللہ کی طرف چل پڑا اسوقت
حبشہ کی طاقت
بہت بڑھی ہوئی تھی۔ موجودہ ایبے سینیا سے اس کا
ملک بہت زیادہ وسیع تھا۔ اور حبشہ کی دولت بھی
اس وقت بہت زیادہ تھی۔ کیونکہ یمن بہترین سرسبز
مقامات میں سے ہے۔ جو اس کے قبضہ میں تھا پس
ابرھہ اور اس کی فوجیں مالدار دولت مند اور ساز و
سامان رکھنے والی تھیں۔ جب فوجیں مکہ کے قریب
پہنچیں۔ تو اس لاؤ لشکر کو دیکھ کر مکہ والوں کو کچھ
بھی نہ سوجھا۔ اور وہ چپ ہو کر بیٹھ گئے۔ ابرھہ
نے ایک چھوٹا سا دستہ آگے بھیجا۔ جو مکہ والوں کے
بہت سے جانور جو باہر چر رہے تھے سمیٹ کر
لے آیا۔ ان جانوروں میں
دو سو اونٹ
حضرت عبدالمطلب کے بھی تھے۔ اس کے بعد جب
ابرھہ کے لشکر میں بیماری پھیل گئی۔ اور اس کی فوج
کے لوگ پے در پے مرنے لگے۔ تو اسے یہ خیال آیا کہ
مکہ والے اگر مجھ سے آکر کہیں کہ میں واپس چلا جاؤں
تو میں واپس لوٹ جاؤں گا۔

تاریخوں سے ثابت ہے۔ کہ وہ بیماری چیچک
تھی۔ بہرحال کوئی نہ کوئی موت ایسی تھی۔ جس نے ابرھہ
کے لشکر کو تباہ کر دیا۔ قرآن کریم میں بھی سورۃ الفیل
میں اس کا ذکر آتا ہے۔ ہر طرف لاشیں ہی لاشیں نظر
آتی تھیں۔ اور جانور ان کی بوٹیاں نوچ نوچ کر پتھروں
پر مارتے اور کھاتے تھے۔ جس طرح چیلیں اور گدھیں
کھاتی ہیں۔ جب بیماری نے اس کے
لشکر کے اکثر حصہ کو ناکارہ
کر دیا۔ تو اس نے اپنی عزت رکھنے کے لئے اہل مکہ
کو کہلا بھیجا۔ کہ بعض سردار میرے پاس بھیجے جائیں۔
میں ان سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے
ایک وفد بھیجا۔ جس کے سردار عبدالمطلب تھے جب
وفد اس کے پاس پہنچا۔ اور حضرت عبدالمطلب نے
ان سے باتیں کیں۔ تو ان کی باتوں کا ابرھہ پر نہایت
گہرا اثر پڑا۔ اور سیاسیات میں ان کی رائے کو
اس نے نہایت ہی
صائب اور معقول
پایا۔ اور اس امید میں رہا۔ کہ ابھی یہ مجھ سے کہیں گے
کہ خانہ کعبہ پر حملہ نہ کیا جائے۔ اور لشکر واپس
لے جائیں۔ اور میں ان کے سر احسان رکھ کر واپس
چلا جاؤں گا۔ مگر حضرت عبدالمطلب نے اس کا
ذکر تک نہ کیا۔ آخر کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد
ابرھہ خود ہی کہنے لگے۔ میرا دل چاہتا ہے آپ
لوگ مجھ سے کچھ مانگیں۔ تو میں دوں۔ اسے پھر بھی
یہی خیال رہا۔ کہ یہ کہیں گے۔ آپ
خانہ کعبہ کو گرانے کا ارادہ
نہ کریں۔ اور واپس چلے جائیں۔ وہ چونکہ اب لشکر
ڈالے تنگ آچکا تھا۔ اس لئے گفتگو کو ہیر پھیر کر
اسی طرف لانا چاہتا تھا۔ مگر حضرت عبدالمطلب
نے اس کا جواب صرف یہ دیا۔ کہ میرے دو سو اونٹ
آپ کے سپاہی پکڑ کر لے آئے ہیں۔ وہ مجھے واپس
کر دیئے جائیں۔ یہ سنکر جیسے انسان دنگ رہ جاتا
ہے۔ اس کا رنگ فق ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ آپ کی
باتوں کا مجھ پر بڑا اثر تھا۔ اور میں سمجھتا تھا۔ کہ
آپ بڑے ہی سمجھدار ہیں۔ مگر آپ کی اس بات سے
وہ سارا اثر جاتا رہا ہے۔ انہوں نے پوچھا کس
طرح اس نے کہا تمہارے سامنے اس وقت اتنی
خوفناک مصیبت
ہے۔ کہ میں تمہارے کعبہ کو گرانے آیا ہوں۔ اور کہتا
ہوں۔ کہ مجھ سے جو مانگنا ہو مانگو۔ مگر تم بجائے
یہ کہنے کے کہ ہمارا کعبہ مت گراؤ۔ یہ کہتے ہو کہ میرے
دو سو اونٹ واپس کر دیئے جائیں۔ بھلا ایسے
خطرے کی حالت
میں اونٹوں کا خیال کرنا بھی کوئی عقلمندی ہے۔ حضرت
عبدالمطلب نے جواب دیا۔ اصل بات یہ ہے کہ تم
نے میری بات پر غور نہیں کیا۔ ورنہ اسی سے جواب
سمجھ جاتے۔ عبدالمطلب صرف دو سو اونٹوں کا
مالک ہے۔ جب اسے اپنے اونٹوں کی فکر پڑ گئی۔
تو کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ خانہ کعبہ کے مالک خدا کو اپنے
گھر کی کوئی فکر نہیں۔ میں جانتا ہوں۔ کہ اگر یہ
کعبہ خدا کا گھر ہے
تو اس گھر کا مالک اس کی آپ حفاظت کرے گا مجھے
اس فکر کی کیا ضرورت ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ
انسانوں کا بھی کام ہوتا ہے۔ کہ وہ
شعائر اللہ کی حفاظت
میں حصہ لیں۔ مگر یہ محض ثواب کے لئے ہوتا ہے اصل
حفاظت وہی ہوتی ہے۔ جو خدا تعالیٰ خود کرتا ہے
رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خدا تعالیٰ
کا یہ وعدہ تھا۔ کہ میں آپ کو دشمنوں کے حملوں
سے بچاؤں گا۔ مگر باوجود اس کے صحابہؓ نے
رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے گرد پہرے
دیئے۔ مگر کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ صحابہ کے پہروں کی وجہ
سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جان محفوظ رہی۔
کیا ہزاروں بادشاہ مضبوط پہروں کے ہوتے ہوئے
قتل نہیں ہو گئے۔ پھر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ صحابہ کے
پہروں کی وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی حفاظت ہوئی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی حفاظت محض خدا تعالیٰ نے کی۔ ہاں ثواب کے
لئے صحابہ نے بھی اس میں حصہ لیا۔ اسی طرح اگر خدانخواستہ
خانہ کعبہ پر کوئی دشمن حملہ کر دے۔ تو گو
ہر مسلمان کا فرض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو گا۔ کہ وہ اپنی ہر چیز خانۂ کعبہ کی حفاظت کے لئے قربان کر دے۔ مگر اصل حفاظت وہی کرے گا۔ جو خانۂ کعبہ کا مالک اور ہمارا خدا ہے

میں اس قسم کا اعتراض کرنے والوں کو ایک واقعہ سناتا ہوں۔ جس سے پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ ان کے دلوں میں خانۂ کعبہ کی عزت زیادہ ہے۔ یا ہمارے دلوں میں۔ آج سے کئی سال پہلے جب بانیٔ سلسلۂ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام زندہ تھے۔

ایک ترکی سفیر

یہاں آیا۔ ترکی حکومت کو مضبوط بنانے کے لئے اس نے مسلمانوں سے بہت سا چندہ لیا۔ اور جب اس نے جماعت احمدیہ کا ذکر سنا۔ تو وہ قادیان بھی آیا۔

حسین کامی

اس کا نام تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس کی گفتگو ہوئی۔ اس کا خیال تھا۔ کہ مجھے یہاں سے زیادہ مدد ملے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا وہ احترام کیا جو ایک مہمان کا کرنا چاہیئے۔ پھر کچھ مذہبی گفتگو بھی ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے کچھ نصائح کیں۔ کہ دیانت و امانت پر قائم رہنا چاہیئے۔ لوگوں پر ظلم نہیں کرنا چاہیئے۔ اور فرمایا کہ رومی سلطنت ایسے ہی لوگوں کی شامتِ اعمال سے خطرہ میں ہے۔ کیونکہ وہ لوگ جو

سلطنت کی اہم خدمات پر مامور

ہیں۔ اپنی خدمات کو دیانت سے ادا نہیں کرتے اور سلطنت کے سچے خیر خواہ نہیں۔ بلکہ اپنی طرح طرح کی خیانتوں سے اس اسلامی سلطنت کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ سلطان روم کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں ہے۔ اور میں کشفی طریق سے اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا۔ اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں۔ اور ترکی گورنمنٹ کے شیرازہ میں ایسے دھاگے ہیں۔ جو وقت پر ٹوٹنے والے اور

غداری سرشت ظاہر کرنے والے

ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ نصیحتیں کیں۔ تو اس سفیر کو بہت بُری لگیں۔ کیونکہ وہ اس خیال کے ماتحت آیا تھا۔ کہ میں سفیر ہوں۔ اور یہ لوگ میرے ہاتھ چومینگے۔ اور میری کسی بات کا انکار نہیں کریں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اس سے یہ کڑوی کڑوی باتیں کیں۔ کہ تم حکومت سے بڑی بڑی تنخواہیں وصول کر کے اس کی غداری کرتے ہو۔ تمہیں تقویٰ و طہارت سے کام لے کر اسلامی حکومت کو مضبوط کرنا چاہیئے۔ تو وہ یہاں سے بڑے غصہ میں گیا۔ اور اس نے کہنا شروع کر دیا۔ کہ یہ

اسلامی حکومت کی ہتک

کرتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے کہا ہے۔ کہ ترکی حکومت میں بعض کچے دھاگے ہیں۔ مسلمان عام طور پر دین سے محبت رکھتے ہیں۔ مگر افسوس کہ مولوی انہیں کسی بات پر صحیح طور سے غور کرنے نہیں دیتے۔ یہ عام طور پر دیکھا گیا ہے۔ کہ عوام الناس اپنے دلوں میں خدا تعالیٰ کا خوف رکھتے اور سچائی سے پیار کرتے ہیں۔ مگر مشکل یہ ہے۔ کہ مولوی انہیں کسی بات پر غور کرنے نہیں دیتے۔ اور جھوٹ اشتعال دلا دیتے ہیں۔ اسموقعہ پر بھی مولویوں نے عام شور مچا دیا۔ کہ ترکی حکومت جو

محافظ حرمین شریفین

ہے۔ اس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہتک کی ہے۔ جب یہ شور بلند ہوا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے جواب میں لکھا۔ تم تو یہ کہتے ہو۔ کہ ترکی حکومت مکہ اور مدینہ کی حفاظت کرتی ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ کہ ترکی حکومت چیز ہی کیا ہے۔ کہ وہ مکہ اور مدینہ کی حفاظت کرے۔ مکہ اور مدینہ تو خود ترکی حکومت کی حفاظت کر رہے ہیں۔ جس شخص کے دل میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے متعلق اتنی غیرت ہو۔ اس کے ماننے والوں کے متعلق کیا یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اگر خانۂ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بج جائے۔ تو وہ خوش ہوں۔ ہم تو یہ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ کہ تسلیم کیا جائے۔ کہ حقیقی طور پر مکہ اور مدینہ کی کوئی حکومت حفاظت کر رہی ہے۔ ہم تو سمجھتے ہیں۔ کہ

عرش سے خدا مکہ اور مدینہ کی حفاظت کر رہا ہے

کوئی انسان ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ ہاں ظاہری طور پر ہو سکتا ہے۔ کہ اگر کوئی دشمن ان مقدس مقامات پر حملہ کرے۔ تو اس وقت انسانی ہاتھ کو بھی حفاظت کے لئے بڑھایا جائے۔ لیکن اگر خدانخواستہ کبھی ایسا موقع آئے۔ تو اس وقت دنیا کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ حفاظت کے متعلق جو ذمہ واری خدا تعالیٰ نے انسانوں پر عائد کی ہے۔ اس کے ماتحت جماعت احمدیہ کس طرح

سب لوگوں سے زیادہ قربانی

کرتی ہے۔ ہم ان مقامات کو مقدس ترین مقامات سمجھتے ہیں۔ ہم ان مقامات کو خدا تعالیٰ کے جلال کے ظہور کی جگہ سمجھتے ہیں۔ اور ہم اپنی عزیز ترین چیزوں کو ان کی حفاظت کے لئے قربان کرنا سعادت دارین سمجھتے ہیں۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ جو شخص ترچھی نگاہ سے مکہ کی طرف ایک دفعہ بھی دیکھے گا۔ خدا اُس شخص کو اندھا کر دیگا۔ اور اگر خدا تعالیٰ نے کبھی یہ کام انسانوں سے لیا۔ تو جو ہاتھ اس بدبین آنکھ کو پھوڑنے کے لئے آگے بڑھیں گے۔ ان میں ہمارا ہاتھ خدا تعالیٰ کے فضل سے سب سے آگے ہو گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آج سے کئی سال پہلے جب
لارڈ چیمسفورڈ
ہندوستان کے وائسرائے تھے۔ مسلمانوں میں شور پیدا ہوا۔ کہ انگریز بعض عرب رؤسا کو مالی مدد دے کر انہیں اپنے زیر اثر لانا چاہتے ہیں۔ یہ شور جب زیادہ بلند ہوا۔ تو حکومت ہند کی طرف سے اعلان کیا گیا۔ کہ ہم عرب رؤسا کو کوئی مالی مدد نہیں دیتے۔ مسلمان اس پر خوش ہو گئے۔ کہ چلو خبر کی تردید ہو گئی۔ لیکن میں نے واقعات کی تحقیقات کی۔ تو مجھے معلوم ہوا۔ کہ گو ہندوستان کی حکومت بعض عرب رؤسا کو مالی مدد نہیں دیتی۔ مگر حکومت برطانیہ اس قسم کی مدد ضرور دیتی ہے۔ چنانچہ ساٹھ ہزار پونڈ ابن سعود کو ملا کرتے تھے۔ اور کچھ رقم شریف حسین کو ملتی تھی۔ جب مجھے اس کا علم ہوا۔ تو میں نے لارڈ چیمسفورڈ کو لکھا۔ کہ گو لفظی طور پر آپ کا اعلان صحیح ہے۔ مگر حقیقی طور پر صحیح نہیں۔ کیونکہ حکومت برطانیہ کی طرف سے ابن سعود اور شریف حسین کو اس اس قدر مالی مدد ملتی ہے۔ اور اس میں ذرہ بھر بھی شبہ کی گنجائش نہیں۔ کہ مسلمان
عرب پر انگریزی حکومت کا تسلط
کسی رنگ میں بھی پسند نہیں کر سکتے۔ انکا جواب میں مجھے خط آیا۔ (وہ بہت ہی شریف طبیعت رکھتے تھے) کہ یہ واقعہ صحیح ہے۔ مگر اس کا کیا فائدہ کہ اس قسم کا اعلان کر کے فساد پھیلایا جائے۔ ہاں ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کا یہ ہرگز منشاء نہیں کہ
عرب کو اپنے زیر اثر
لائے۔ پس ہم ہمیشہ
عرب کے معاملات میں دلچسپی
لیتے رہے۔ جب ترک عرب پر حاکم تھے۔ تو اس وقت ہم نے ترکوں کا ساتھ دیا۔

جب شریف حسین حاکم ہوا
تو گو لوگوں نے ان کی سخت مخالفت کی۔ مگر ہم نے کہا اب فتنہ و فساد کو پھیلانا مناسب نہیں۔ جس شخص کو خدا نے حاکم بنا دیا ہے۔ اس کی حکومت کو تسلیم کر لینا چاہیئے۔ تاکہ عرب میں
نت نئے فسادات کا رونما ہونا
بند ہو جائے۔ اس کے بعد نجدیوں نے حکومت لے لی۔ تو باوجود اس کے کہ لوگوں نے بہت شور مچایا کہ انہوں نے قبے گرا دیئے۔ اور شعائر کی ہتک کی ہے۔ اور باوجود اس کے کہ ہمارے سب سے بڑے دشمن اہل حدیث ہی ہیں۔ ہم نے
سلطان ابن سعود کی تائید
کی صرف اس لئے کہ مکہ مکرمہ میں روز روز کی لڑائیاں پسندیدہ نہیں۔ حالانکہ وہاں ہمارے آدمیوں کو دکھ دیا گیا۔ حج کے لئے احمدی گئے۔ تو انہیں مارا پیٹا گیا۔ مگر ہم نے اپنے حقوق کے لئے بھی اس لئے صدائے احتجاج کبھی بلند نہیں کی۔ کہ ہم نہیں چاہتے۔ ان علاقوں میں فساد ہوں۔ مجھے یاد ہے۔ مولانا محمد علی صاحب جب
مکہ مکرمہ کی مؤتمر
سے واپس آئے۔ تو وہ ابن سعود سے سخت نالاں تھے۔ شملہ میں ایک دعوت کے موقع پر ہم سب اکٹھے ہوئے۔ تو انہوں نے تین گھنٹے اس امر پر بحث جاری رکھی۔ وہ بار بار میری طرف متوجہ ہوتے۔ اور میں انہیں کہتا۔ کہ مولانا آپ کتنے ہی ان کے ظلم بیان کریں۔ جب ایک شخص کو خدا تعالیٰ نے
حجاز کا بادشاہ
بنا دیا ہے۔ تو میں تو یہی کہوں گا۔ کہ ہماری کوششیں اب اس امر پر صرف ہونی چاہئیں۔ کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی گلیوں میں فساد اور لڑائی نہ ہو اور جو شورش اس وقت جاری ہے وہ دب جائے۔ اور امن قائم ہو جائے۔ تاکہ ان مقدس مقامات کے امن میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔ ابھی ایک عہدنامہ

ایک انگریز کمپنی اور ابن سعود
کے درمیان ہوا ہے۔ سلطان ابن سعود ایک سمجھدار بادشاہ ہیں۔ مگر بوجہ اس کے کہ وہ یورپین تاریخ سے اتنی واقفیت نہیں رکھتے وہ
یورپین اصطلاحات
کو صحیح طور پر نہیں سمجھتے۔ ایک دفعہ پہلے جب وہ اٹلی سے معاہدہ کرنے لگے۔ تو ایک شخص کو جو ان کے ملنے والوں میں سے تھے۔ میں نے کہا کہ تم سے اگر ہو سکے۔ تو میری طرف سے سلطان ابن سعود کو یہ پیغام پہنچا دینا کہ معاہدہ کرتے وقت بہت احتیاط سے کام لیں۔
یورپین قوموں کی عادت
ہے۔ کہ وہ الفاظ نہایت نرم اختیار کرتی ہیں۔ مگر ان کے مطالب نہایت سخت ہوتے ہیں۔ اب وہ معاہدہ جو انگریزوں سے ہوا۔ شائع ہوا ہے۔ اور اس کے خلاف بعض ہندوستانی اخبارات مضامین لکھ رہی ہیں۔ میں نے وہ معاہدہ پڑھا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس میں بعض غلطیاں ہو گئی ہیں۔ اور اس معاہدہ کی شرائط کے رو سے بعض موقعوں پر بعض بیرونی حکومتیں یقیناً عرب میں دخل دے سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کو پڑھ کر میرے
دل کو سخت رنج پہنچا
حالانکہ انگریزوں سے ہمارا تعاون ہے۔ اور ہم اس کا ذکر کرنے سے کبھی ڈرے نہیں۔ سوائے حکومت پنجاب کے کہ اس نے دو تین سال سے خود ہمارے تعاون کو ٹھکرا دیا ہے۔ باقی انگریزی حکومت سے ہم نے ہمیشہ تعاون کیا۔ اور ہمیشہ تعاون کرتے رہیں گے۔ جب تک وہ خود حکومت پنجاب کی طرح ہمیں دھتکار نہ دے۔ مگر باوجود اس کے کہ ہم انگریزوں سے تعاون رکھتے ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ میں انگریزی حکومت کے ڈھانچہ کو دنیا کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مفید ترین طرز حکومت

سمجھتا ہوں۔ جس میں اصلاح کی گنجائش ضرور ہے مگر وہ توڑنے کے قابل شے نہیں ہے۔ پھر بھی انگریز ہوں یا کوئی اور حکومت۔ عرب کے معاملہ میں ہم کسی کا لحاظ نہیں کر سکتے۔ اس معاہدہ میں ایسی احتیاطیں کی جا سکتی ہیں کہ جن کے بعد عرب کے لئے کسی قسم کا خطرہ باقی نہ رہتا۔ مگر بوجہ اس کے کہ سلطان ابن سعود یورپین اصطلاحات اور بین الاقوامی معاملات سے پوری واقفیت نہیں رکھتے۔ انہوں نے الفاظ میں احتیاط سے کام نہیں لیا۔ اور اس میں انہوں نے عام مسلمانوں کا طریق اختیار کیا ہے۔ مسلمان ہمیشہ

دوسرے پر اعتبار کرنے کا عادی

ہے۔ حالانکہ معاہدات میں کبھی اعتبار سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ بلکہ سوچ سمجھکر اور کامل غور و فکر کے بعد الفاظ تجویز کرنے چاہئیں۔ گو میں سمجھتا ہوں۔ یہ معاہدہ بعض انگریزی فرموں سے ہے۔ حکومت سے نہیں۔ اور ممکن ہے جس فرم نے یہ معاہدہ کیا ہے۔ اس کے دل میں بھی دھوکہ بازی یا غداری کا کوئی خیال نہ ہو۔ مگر الفاظ ایسے ہیں۔ کہ اگر اس فرم کی کسی وقت نیت بدل جائے۔ تو وہ سلطان ابن سعود کو مشکلات میں ڈال سکتی ہے۔ مگر یہ سمجھنے کے باوجود ہم نے اس پر شور مچانا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ ہم نے خیال کیا۔ کہ اب سلطان کو بدنام کرنے سے کیا فائدہ۔ اس سے سلطان ابن سعود کی طاقت کمزور ہو گی۔ اور جب ان کی طاقت کمزور ہو گی تو عرب کی طاقت بھی کمزور ہو جائے گی۔ اب ہمارا کام یہ ہے کہ

دعاؤں کے ذریعہ سے سلطان کی مدد

کریں۔ اور اسلامی رائے کو ایسا منظم کریں کہ کوئی طاقت سلطان کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کی جرأت نہ کر سکے۔ پس خانہ کعبہ۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے متعلق جو ہمارے جذبات ہیں ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ دوسروں کی نسبت بہت زیادہ سخت ہیں۔ اور اگر اس میں کسی کو شبہ ہو۔ تو میں اس کے لئے بھی وہی تجویز پیش کرتا ہوں۔ جو پہلے امر کے متعلق پیش کر چکا ہوں۔ کہ اس قسم کا اعتراض کرنے والے آئیں اور

ہم سے مباہلہ کر لیں

ہم کہیں گے کہ اے خدا مکہ اور مدینہ کی عظمت ہمارے دلوں میں قادیان سے بھی زیادہ ہے۔ ہم ان مقامات کو مقدس سمجھتے اور ان کی حفاظت کے لئے اپنی ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اے خدا اگر ہم دل سے یہ نہ کہتے ہوں۔ اور ہمارا اصل عقیدہ یہ ہو کہ مکہ اور مدینہ کی کوئی عزت نہیں یا قادیان سے کم ہے۔ تو تو ہم پر اور ہماری بیوی بچوں پر عذاب نازل کر۔ اس کے مقابلہ میں

احرار اٹھیں

اور وہ یہ قسم کھا کر کہیں کہ ہمیں یقین ہے کہ احمدی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے دشمن ہیں۔ اور ان مقامات کا گرنا اور ان کی اینٹ سے اینٹ بجائی جانا احمدیوں کو پسند ہے۔ پس اے خدا اگر ہمارا یہ یقین غلط ہے اور احمدی مکہ و مدینہ کی عزت کرنے والے ہیں تو تو ہم پر اور ہمارے بیوی بچوں پر عذاب نازل کر۔ وہ اس طریق فیصلہ کی طرف آئیں۔ اور دیکھیں کہ خدا اس معاملہ میں اپنی قدرت کا کیا ہاتھ دکھاتا ہے۔ لیکن اگر وہ اس کے لئے تیار نہ ہوں۔ تو یاد رکھیں

جھوٹ اور افترا

دنیا میں کبھی کامیاب نہیں کر سکتا۔ وہ مت خیال کریں۔ کہ وہ آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کے نمائندہ ہیں اور اس اعتراض میں کروڑوں مسلمان ان کے ہم نوا ہیں۔ خدا تعالےٰ نے انہیں تھوڑے ہی دنوں میں دکھا دیا ہے۔ کہ ان کا یہ دعویٰ بالکل جھوٹا ہے ابھی چند ہفتے ہوئے ہیں نے اسی ممبر پر کھڑے ہو کر کہا تھا۔ کہ زمین احرار کے پاؤں تلے سے نکلی جا رہی ہے۔ اور میں ان کی شکست ان کے قریب آتی دیکھ رہا ہوں۔ اب دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ وہ زمین ان کے پاؤں سے نکل گئی۔ پس وہ کروڑوں نہیں اور مسلمان ہرگز ان کے ساتھ شریک نہیں۔ بے شک مسلمانوں میں چور اور ڈاکو بھی ہیں۔ لیکن عام حالت ان کی یہ ہے۔ کہ جس وقت خدا تعالیٰ کا نام ان کے سامنے لیا جاتا ہے۔ ان کے دل

خدا تعالےٰ کے خوف سے کانپ اُٹھتے

ہیں پس میں نہیں سمجھتا کہ آٹھ کروڑ چھوڑ ایک کروڑ مسلمان بھی اس اعتراض میں احرار کے ہمنوا ہوں۔ یقیناً وہ ان سے جدا ہیں۔ مگر جو بھی ان کے ساتھ شامل ہیں۔ میں انہیں کہتا ہوں۔ کہ اس جھوٹ سے کوئی فائدہ نہیں ایک خدا ہے۔ جو آسمان پر موجود ہے۔ اور جو جھوٹوں پر اپنی لعنت ڈال کر انہیں تباہ و برباد کیا کرتا ہے اگر وہ اپنے اس جھوٹے اور ناپاک پراپیگنڈا سے باز نہیں آئیں گے۔ اور اگر وہ الزام تراشی اور کذب بیانی کو نہیں چھوڑیں گے۔ تو خدا انہیں اور زیادہ ذلیل اور رسوا کرے گا۔ اور انہیں اور زیادہ اپنی لعنت کا نشانہ بنائیگا۔ وہ ہماری طرف جو بھی جھوٹ منسوب کر رہے ہیں اور کریں گے۔ خدا اس جھوٹ کو ان کے سروں پر ڈالے گا۔ اور وہ آئندہ زمانہ میں اس سے بھی زیادہ عذاب دیکھیں گے جو وہ دیکھ چکے۔ اور اگر ان میں ہمت ہے تو وہ آئیں مباہلہ کریں اور دیکھیں کہ خدا کی قدرت انہیں کیا دکھاتی ہے"۔

پیغامی مشن

ظلّی اور طفیلی سے کیا مراد ہے؟

حضرت مسیح موعودؑ نے جو اپنی نبوت کی قسم کو ظلّی اور طفیلی نبوت قرار دیا ہے اس کے متعلق عوام کو دھوکہ دینے کی خاطر غیر مبائعین طرح طرح کے من گھڑت تاویلات سناتے پھرتے ہیں۔ لیکن ذیل کے اقتباس میں حضورؑ نے صاف اور کھلے طریق پر رقم فرما دیا ہے کہ ظلّی اور طفیلی کے معنی آپ کے خیال مبارک میں کیا ہے۔ دیکھو حضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ۔

"ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے۔ کہ ادنےٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتدا اُس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں۔ کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ جو کچھ ملتا ہے ظلّی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔"

(ازالہ اوہام پرانہ ایڈیشن صفحہ ۱۳۸)

اب معاملہ صاف ہے۔ حضور علیہ السلام نے صاف تشریح فرما دی ہے کہ آپ کو جو کچھ بھی ملا۔ وہ ظلّی اور طفیلی طور پہ ملا۔ اور ظلّی اور طفیلی کی تفسیر یوں فرمائی کہ کوئی راہ راست کا ادنےٰ سے ادنےٰ درجہ بھی اور کوئی راہ راست کا اعلےٰ درجہ بھی بجز اتباع حضرت نبی کریم صلعم کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ یا یوں کہو کہ جو حضرت مسیح موعود نے ظلی نبوت کا دعویٰ کیا ہے وہ ایسی نبوت تھی۔ جو بہ اتباع و کامل تابعداری حضرت نبی کریم صلعم آپ کو خداوند کریم کی طرف سے عطیہ تھی۔ تو اب ظلی نبوت کے حضورؑ کے اپنے الفاظ میں کیا معنی ٹھیرے؟ یہ کہ "ماتحت نبی" جس کا دوسرا مفہوم غیر تشریعی نبی یا اُمتی نبی ہے۔ جس کے متعلق صریح طور پر حضورؑ کی تصانیف میں بیسیوں اندراجات پائے جاتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی عمداً جان بوجھ کر نظر انداز کر جائے۔ تو اس کا علاج لقمان حکیم سے بھی نہیں ہو سکتا۔ اس حوالہ سے یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ آپؑ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد ادنےٰ سے لے کر اعلےٰ مدارج صراط مستقیم کے حصول کے بھی قائل تھے۔ لیکن ہمارے نبی صلعم کی اطاعت میں نہ کہ براہ راست جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ صراط مستقیم کا حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کی روشنی میں ادنےٰ سے ادنےٰ درجہ کونسا ہے۔ اور اعلےٰ سے اعلےٰ مدارج کونسے۔ اس کا جواب غیر مبائعین ہی دلکو نفاق سے دور کر کے اپنے اخبار میں شائع کر دیں۔

حق کے طالب ان کی ملمع سازی سے فوراً آگاہ ہو جائیں گے۔ جب حضورؑ ہر اعلےٰ مدارج کے حضرت نبی کریم صلعم کے بعد ہی حاصل ہو سکنے کے قائل ہیں لیکن بالواسطہ حضرت نبی صلعم اور ایسے حصول ذریعہ کو طفیلی اور ظلّی کے الفاظ سے موسوم فرما چکے ہیں۔ جن کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ ظلی اور طفیلی کا مفہوم بالواسطہ حضرت نبی کریم صلعم ہے پس ظلی نبوت کے کیا معنی ہوئے؟ بالواسطہ نبوت یا اُمتی نبوت یا ماتحت نبوت۔ اب اس صریح حوالہ کی موجودگی میں "ظلی بروزی طفیلی" الفاظ کی کوئی دوسری تاویل پیش کرنا قرین قیاس نہیں ہو سکتا۔ باقی رہا یہ امر کہ حضورؑ نے اپنے دعویٰ کے پہلے عرصہ میں نبوت کی صرف وہی تعریفیں فرمائیں یعنے تشریعی اور غیر ماتحت اور یہ بھی محض اپنے اجتہاد کی وجہ سے۔ حالانکہ ابتدائی ایام دعویٰ سے ہی حضورؑ کو الہامات میں اللہ تعالیٰ نبی و رسول وغیرہ الفاظ سے یاد فرماتا رہا۔ لیکن جب کثرت وحی الٰہی کی وجہ سے آپؑ کو اپنے اجتہاد پر اطلاع ہوئی۔ اور یقین آگیا کہ شروع دعویٰ سے ہی خداوند کریم نے آپؑ کو نبی اور رسول کے صاف الفاظ سے پکارا۔ اور یہ کہ نبوت کی اور اقسام بھی اسلامی شریعت میں موجود ہیں۔ اور انہی اقسام میں سے ایک قسم کی نبوت آپؑ کو بھی عطاء ہوئی ہے۔ تو آپؑ نے فوراً نبوت کی صحیح تعریف کا یہ اعلان بھی فرما دیا۔ کہ نبی کیلئے شارع ہونا شرط نہیں اور یہ کہ نبی مطیع بھی ہو سکتا ہے۔ کیا غیر مبائعین میں سے کسی کو جرأت ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے مندرجہ بالا جو تعریف نبوت فرمائی ہے۔ اس کو غلط ثابت کر سکیں؟

پس جب بحکم اللہ تعالےٰ حضورؑ پر روشن ہو گیا۔ کہ گو آپؑ کا منصب تو ابتداء سے ہی یکساں چلا آ رہا ہے۔ لیکن نبوت کی وہ تعریف صحیح نہیں بلکہ بغیر کتاب کے بھی نبی ہو سکتا ہے۔ اور مطیع بھی نبی ہو سکتا ہے۔ آپؑ نے شروع سے لے کر آخر تک کے دعویٰ کو یکساں طور پر اظہار فرما کر تعریف نبوت میں بحکم الٰہی تبدیلی فرمائی۔ اور اپنے اصلی منصب کا اعلان فرمایا۔ جیسا کہ اخبار بدر مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء جلد ۷ نمبر ۹ صفحہ ۲ پر صاف اور صریح الفاظ میں مرقوم ہے۔

"یہ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ہم رسول اور نبی ہیں در اصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو۔ اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں۔ اسے نبی کہتے ہیں۔ اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں۔ جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے۔ اور نئی کتاب لائے ایسے دعویٰ کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں۔ جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے۔ جن سے موسوی دین کی شوکت و صداقت کا اظہار ہو۔ پس وہ نبی کہلائے۔ یہی حال اس سلسلہ کا ہے۔"

پھر غیر مبایعین زیادہ زور اس بات پر بھی دیا کرتے ہیں۔ کہ حضورؑ نے جبکہ اپنے اشتہار فروری ۱۸۹۲ء میں یہ رقم فرما دیا ہوا ہے۔ کہ

"مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے۔ سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں۔"

کیوں نہ ہم آپ کے دعویٰ محدثیت کا ہی اعلان کریں اس صریح حکم کے خلاف ہمیں کیوں چلنا چاہیئے؟ سو اس کا جواب اگر تلاش کیا جائے۔ تو محولہ بالا عبارت سے ہی مل سکتا ہے۔ کہ یہ اس وقت کا فرمان ہے جبکہ حضورؑ نے نبوت کی تعریف صرف یہی فرمائی تھی کہ تشریعی اور غیر مطیع لیکن کیا غیر مبایعین پھر بھی مصر ہی رہیں گے جب انہیں حضرت اقدسؑ کا وہ اعلان گوش گذار کرایا جائے جو حضورؑ نے اس وقت فرمایا تھا۔ جب حضورؑ نے نبی کے لئے کتاب لانا یا کسی دوسرے نبی کے ماتحت نہ ہونے کو شرط نبوت نہیں قرار دیا تھا پھر ذرا اور ملاحظہ کرو۔ اور اپنے سابقہ کئے پر پچھتاؤ۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو صراط مستقیم پر لے آئے۔ آمین۔

(خاکسار عبدالکریم خان یوسف زئی احمدی پوسٹماسٹر گپس (گلگت)

(ضیاء الاسلام پریس قادیان سے مطبوعہ اور دفتر فاروق سے شائع کردہ)